مطبوعات

SOME PROBLEMS OF MOHAMMADAN AND ANGLO MOHAMMADAN LAW.

از جناب قاضی نصیرالدین احمد صاحب۔ بی اے، ایل ایل بی، ایڈوکیٹ یوسف چیمبرز۔ بندر روڈ کراچی۔ قیمت درج نہیں۔

نکاح، طلاق اور وراثت وغیرہ معاملات میں محمڈن لا کے نام سے انگریزی دور میں مسلمانوں کے لیے جو پرسنل لاء ارتقاء پذیر ہوا ہے وہ اصل اسلامی قانون کے تقاضوں سے بہت دور نکل گیا ہے۔ پھر یہ پرسنل لاء جن اسلامی قواعد و ضوابط پر مبنی ہے ان کے مقاصد بھی اس لیے پورے نہیں ہو سکتے کہ ملکی قوانین کا پورا مزاج ان سے مناسبت نہیں رکھتا۔ مثلاً اسلام کا ضابطۂ نکاح و طلاق، اور اسی طرح اولاد کے جائز و ناجائز ہونے کا قانون ایک ایسے مکمل قانونی نظام کے فطری اجزاء ہیں جو زنا کی ہر شکل کو حرام قرار دیتا ہے اور اس کا پوری طرح سدباب کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ان قوانین و ضوابط کو اگر ایک ایسے قانونی نظام میں جڑ دیا جائے جو زنا اور نکاح کو متوازی طور پر سے چلنا چاہتا ہو تو پھر یہ قوانین و ضوابط بڑی پیچیدگیوں سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی ضوابط نکاح و طلاق یا دوسرے تمدنی معاملات کے قوانین خود اسلام ہی کے قانونِ شہادت کے ساتھ جس صحت کے ساتھ کام کر سکتے ہیں، انگریزی ضابطۂ شہادت (EVIDANCE ACT) کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انگریزی دور میں ایک طرف ہمارے ضوابط مسخ ہوتے رہے ہیں اور دوسری طرف ان سے طرح طرح کی پیچیدگیاں رونما ہوتی رہی ہیں، جن کی وجہ سے عدالتی فیصلوں میں تضاد آگیا ہے۔

جناب مؤلف نے اس طرح کی پیچیدگیوں اور عدالتی فیصلوں کے تضاد کو پیش کر کے ترغیب دلائی ہے کہ اینگلو محمڈن لاء میں ضروری ترمیمات کی جانی چاہئیں۔ خاص طور پر پیش نظر انگریزی کتابچے میں موصوف نے حسب ذیل قانونی مسائل کو چھیڑا ہے:-

(۱) اولاد کے جائز اور ناجائز ہونے کے بارے میں مسلم لاء اور انگریزی ضابطۂ شہادت (EVIDANCE ACT)

کی دفعہ ۱۱۲ باہم متصادم ہیں اور اس تصادم کی وجہ سے عدالتی فیصلے بالکل متضاد ہوتے ہیں۔ مثلاً (ا) مذکورہ دفعہ ۱۱۲ ایک حاملہ عورت سے نکاح کو جائز ٹھیراتی ہے، حالانکہ اسلامی قانون اس کے خلاف ہے (ب) مذکورہ دفعہ ۱۱۲ کے رُو سے نکاح کے چند دن یا چند ساعتیں بعد پیدا ہونے والا بچہ جائز اولاد شمار ہوگا، لیکن کوئی مسلمان اسے ملنے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ (ج) فرض کیجیے کہ ایک شخص سہواً (مغالطے اور دھوکے میں آکر) کسی ایسی عورت سے مقاربت کر بیٹھتا ہے جو اس کی منکوحہ نہ تھی۔ اس تعلق سے جو اولاد ہوگی، شیعی فقہ کی رُو سے اس کی سرپرستی و کفالت اُسی شخص پر عائد ہوگی، لیکن مذکورہ دفعہ ۱۱۲ نہ تو اسے جائز اولاد تسلیم کرتی ہے، نہ اسے اُس شخص سے منسوب ہی کرنے کو روا رکھتی ہے ـــــ کیونکہ دونوں کے درمیان رشتۂ ازدواج موجود نہیں ہے (د) مذکورہ دفعہ ۱۱۲ کے لحاظ سے ہر وہ اولاد جائز شمار ہوگی جو ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان رشتۂ ازدواج موجود ہونے کے دوران میں کسی وقت بھی پیدا ہو، یا ان کے رشتۂ ازدواج کے انقطاع کے بعد ۲۸۰ روز کے اندر اندر پیدا ہو، لیکن اسلامی قانون کے لحاظ سے لعان کی صورت میں رشتۂ ازدواج قائم ہونے کے باوجود اولاد ناجائز شمار ہو سکتی ہے، چاہے وہ نکاح کے ۲۸۰ روز بعد ہی کیوں نہ پیدا ہوئی ہو۔ (ر) دفعہ ۱۱۲ نکاح کو صرف جائز اور ناجائز میں تقسیم کرتی ہے، لیکن حنفی قانون نکاح کی تین قسمیں قرار دیتا ہے، ایک جائز، دوسرے فاسد، تیسرے باطل۔ چنانچہ حنفی قانون کی رُو سے فاسد نکاح کے تحت ہونے والی اولاد جائز اولاد شمار ہوتی ہے، اگرچہ نکاح جائز نہیں ہوتا۔ حنفی فقہ سے یہاں دفعہ ۱۱۲ ٹکرا جاتی ہے۔

اب مؤلف کی تجویز یہ ہے کہ ایک ترمیم کے ذریعے اس مسئلے میں دفعہ ۱۱۲ کی اس مداخلت کو ختم کر دیا جائے تاکہ معاملات کا فیصلہ ٹھیک اسلامی قانون کے مطابق ہونے لگے۔

(۲) طلاق ثلاثہ (بیک مجلس) کے بارے میں مؤلف نے یہ چاہا ہے کہ علماء اور قانون ساز حضرات ایک سانس میں تین طلاق دے دینے کو قانوناً ایک طلاق قرار دیے جانے کے مسئلے پر غور کریں، تاکہ قرآن کے سکھائے ہوئے اسلوبِ طلاق کا احیاء کیا جاسکے۔

(۳) ایک بڑا جھگڑا موجودہ قانون کے سامنے زوجہ کے نفقہ کا ہے۔ اور اس میں حسبِ ذیل اشکالات قابلِ حل ہیں (ا) کیا ناشزہ کو بھی بروئے قانون نفقہ وصول کرنے کا حق ہے؟ (ب) کیا نفقہ دینے کی عدم